ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

"السیرۃ النبویۃ لابن ہشام" منہج واسلوب اور امتیازات

Humera Naz
Assistant professor Minhaj University Lahore
humeranaz73@gmail.com

Mudassar Hussain
MPhil Scholar, Minhaj University, Lahore
mudassarhussain0097@gmail.com

Muhammad Ali Raza
malirazaboss9@gmail.com

Abstract

The position of sirah or the study of the history of the prophet Muhammad SAW has an important position in the Islamic religious tradition where it ranks second after the study of hadith or sunnah. Thus, this article aims to describe the characteristics of Al.Seerah Al.Nabaviyya by Ibn Hisham. It is known that Ibn Hisham's work was originally a revised book "sirah" belonging to Ibn Ishaq

Ibn Hisham and contemporary Islamic historians have basically set the standard for writing scientific historiography. They must include whatever references they use in their historiography.

Ibn Hisham quoted and added verses of the Qur'an along with their interpretations, as well as well-known and accountable poems. He also referred to the Arabic poetry to explain the Gharaib- ul- Quran of the relevant chapters (Suras) in the context of various matters of Prophet`s life. The method of writing the nabawiyah sirah of Ibn Hisham is more directed to the writing of hadith, namely history. Ibn Hisham has edited the sources used by Ibn Ishaq in al-Mubtada' by removing weak narrations. He also discarded the poems and overhauled his method so that it was closer to the method of the hadith experts-

Keywords: Islamic religious, Istishhad , Seerat, Ibn Hisham, Ibn Ishaq

محمد بن اسحاق بن یسار بن خیّار المدنی، جو ابن اسحاق کے نام سے مشہور ہیں، اور محمد ابو محمد عبدالملک ابن ہشام ابن ایوب الحمیری المعافری، جو ابن ہشام کے نام سے معروف ہیں، دونوں سیرت نبویہ کے میدان میں ممتاز استاد اور شاگرد رہے ہیں۔ ان کی شخصیت کو ان کی قیمتی تصانیف کے ذریعے سمجھا جا سکتا ہے، جو زیادہ تر تاریخی موضوعات پر مشتمل ہیں۔

مشہور مورخ، انساب کے عالم، نحو وصرف کے ماہر ابو محمد عبدالملک بن ہشام بن ایوب الحمیری المعروف بابنِ ہشام کی کتاب سیرت کے قدیم ترین ماخذ میں شمار کی جاتی ہے۔

ابنِ ہشام نے ابنِ اسحاق کی کتاب المغازی کی کانٹ چھانٹ کی اور کمزور روایات کو خارج کیا، کچھ اضافے کیے اور اس کتاب کو نئی ترتیب دے کر اس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کی کتاب رکھا۔(1)

ابن ہشام کی کتاب "السیرۃ النبویۃ" ہر دور میں متداول رہی اور محفوظ شکل میں بعد والوں تک پہنچی۔ ابنِ ہشام نہایت ثقہ عالم اور مستند مؤرخ تھے۔ انہیں انساب، لغت اور قواعد میں مکمل مہارت حاصل تھی۔(2)

سیوطی نے نقل کیا ہے کہ امام شافعیؒ ابن ہشام کے بارے میں کہتے تھے "حجۃ فی اللغۃ"(3)

---

(1) قنوجی، صدیق بن حسن خان، ابجد العلوم، بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1978ء، ج2، ص331

(2) مصطفیٰ بن عبداللہ الشہیر بحاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، بیروت: دار احیاء التراث العربی، ج3، ص797

(3) سیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، ج2، ص115

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

امام شافعی کا یہ ارشاد جو خود بلند پایہ ادیب و شاعر تھے، بہت اہمیت رکھتا ہے۔

ابنِ کثیر نے ابنِ ہشام کے حالات میں لکھا ہے:

”و کان اماماً فی اللغۃ و النحوو العربیۃ“۔(1)

ابن خلکان کے یہ الفاظ قابل توجہ ہیں: ”یہ ابن ہشام وہی ہیں جنھوں نے ابن اسحاق کی کتاب المغازی والسیر کی بنیاد پر رسول اللہ ﷺ کی سیرت مرتب کی، سہیل مذکور نے اس کی شرح لکھی، یہی کتاب لوگوں کے ہاں متداول ہے جو سیرت ابن ہشام کے نام سے مشہور ہے۔(2)

السیرۃالنبویۃ کا منہج واسلوب:

ابن ہشام اس کتاب میں اس کا منہج اور ترتیب خود بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”و انا ان شاء اللہ مبتدی ھذا الکتاب بذکر اسماعیلؑ بن ابراھیمؑ،و من ولد رسول اللہ ً من ولدہ،و اولا صلابھم،الاول فالاول من اسماعیل الی رسول اللہؐ ،و ما یعرص من حدیثھم و تارک ذکر غیرھم من ولد اسماعیل علی ھذہ الجھۃ للاختصار الی حدیث سیرۃ رسول اللہؐ،و تارک بعض ما ذکرہ ابن اسحٰق فی ھذا الکتاب مما لیس لرسول اللہؐ فیہ ذکر، ولا نذل فیہ من القرآن شئی،و لیس سبباَ لشئی من ھذا الکتاب،ولا تفیسر اَ لہ،ولا شاھدا علیہ،لما ذکرت من الاختصار،و اشعاراَ لم ار احداَ من اھل العلم بالشعر یعرفھا،و اشیاء بعضاَ لیشنع الحدیث بہ، و بعض یسوء بعض الناس ذکرہ، و بعض لم یُقرّ لنا البکائی،بروایتہ، و مستقصِ ان شاء اللہ تعالیٰ ما سوی ذالک بمبلغ الروایۃ لہ و العلم بہ“۔ (3)

حضرت اسماعیلؑ بن ابراھیمؑ کے ذکر سے آغاز کر کے ان لوگوں کا حال لکھا جائے گا جو رسول اللہؐ کے شجرہ نسب میں آئے ہیں۔ حضرت اسماعیلؑ سے لے کر رسول اللہؐ تک جتنے اہم واقعات پیش آئے ان کو ترتیب وار لکھا جائے گا۔ البتہ اختصار کے پیش نظر محمد بن اسحٰق کے بیان کردہ وہ واقعات جن میں نہ تو رسول پاکؐ کا ذکر ہے اور نہ اس کے متعلق قرآن و تفسیر یا دیگر قسم کے شواہد موجود ہیں، چھوڑ دیئے جائیں گے۔ اور ان اشعار کو بھی قلم زد کر دیا جائے گا۔ جن کے متعلق علماء شعر کچھ نہیں جانتے۔ علاوہ ازیں ان امور سے بھی اجتناب کیا جائے گا جن کا زبان پر لانا غیر مناسب ہو اور بعض ایسی روایتوں کا ذکر بھی نہیں کیا جائے گا۔ جس کا بکائی نے ذکر نہیں کیا۔ اس کے علاوہ سب باتیں مفصل بیان کروں گا۔ ان شاءاللہ

مذکورہ بالا عبارت میں ابنِ ہشام نے اپنے کام کے منفی رخ کا تفصیل سے ذکر کیا ہے اس لئے کہ اس کا تعلق ابنِ اسحٰق کی کتاب میں حذف و ترمیم سے تھا اور ابنِ ہشام کی وضاحت کے بغیر اس کے اسباب کا علم ممکن نہ تھا۔

ابنِ ہشام کے طریقِ کار کو مختصراً یوں بیان کیا جا سکتا ہے:

1۔ حضرت اسماعیل سے اوپر تمام نسبِ آدم کو حذف کر دیا۔ اولادِ اسماعیل میں سے بھی صرف ان بزرگوں کو بیان کیا جو آپ ﷺ کے براہِ راست اجداد میں سے تھے/

2۔ روایات کے ضمن میں ان تمام چیزوں کا ذکر کیا جن کا تعلق رسول اکرم ﷺ ،قرآن مجید یا سیرت کے کسی بھی پہلو سے تھا۔

3۔ جن اشعار کی علمائے شعر کی تصدیق نہیں کی، انہیں حذف کر دیا۔ البتہ کچھ مقامات پر شعراء کے کلام کو نقل کرنے کے ساتھ لکھ دیا کہ اکثر علمائے شعر /بعض علمائے شعر ان اشعار کی نسبت سے انکار کرتے ہیں۔

---

(1) ابنِ کثیر، ابوالفداء، الحافظ، الدمشقی، (774ھ)، البدایۃ والنھایۃ، تحقیق: یوسف الشیخ محمد البقاعی، بیروت۔ لبنان، 1419ھ۔1998م، الجزء السابع، ص288

(2) ابنِ خلکان، ابوالعباس، شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر، وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، حققہ: الدکتور احسان عباس بیروت: دار صادر، 1398ھ۔1978م، ج3، ص 177

(3) ابنِ ہشام، السیرۃ النبویۃ، حققھا وضبطھا وشرحھا ووضع فھارسھا: مصطفیٰ السقا، ابراھیم الانباری، عبدالحفیظ شلبی، بیروت۔ لبنان: دار احیاء التراث، ج1، ص 4

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

4۔بکائی نے جن روایات پر عدم اطمینان کا اظہار کیا،انہیں بھی خارج کر دیا۔

5۔ایسے ہجویہ اشعار جن سے زبان آلودہ ہو یا کسی کی دل آزاری ہو،انہیں بھی ساقط کر دیا۔

6۔بعض مقامات پر حذف کی بنیاد خالص ادبی اور فنی ہے۔ جیسے حسان بن ثابت کے جواب میں ابو سفیان بن حارث کے قصیدہ کافیہ کے دس اشعار نقل کئے اور لکھا کہ "اس قصیدہ کے کچھ شعر باقی رہ گئے ہیں جنہیں ہم نے اس لئے چھوڑ دیا کہ ان کے قوافی میں قبیح اختلاف پایا جاتا ہے۔[1]

ابن ہشام کی السیرۃ النبویۃ کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ اس کی متعدد شروح لکھی گئیں،اس کے مواد کو نظم میں پیش کیا گیا اور بعض نے اس کے خلاصے اور اختصار پیش کئے۔

شروح السیرۃ النبویۃ میں امام ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ سہیلی اندلسی (508۔581ھ) کی "الروض الانف "سب سے معروف اور قابلِ ذکر ہے۔

نقوش رسول نمبر میں محمد اجمل اصلاحی نے اپنے آرٹیکل "ابنِ ہشام اور سیرتِ ابن ہشام " میں "السیرۃ النبویۃ" کی 9 تلخیصات کا ذکر کیا ہے جن میں ابنِ حجۃ حموی کی "بلوغ المرام من سیرۃ ابن ہشام والروض الانف والاعلام"، برہان الدین ابراہیم کی "الذخیرۃ فی مختصر السیرۃ "اور عماد الدین احمد بن ابراھیم واسطی کی "مختصر سیرۃ ابنِ ہشام "شامل ہیں۔[2]

سیرت ابنِ ہشام کو جن علماء اور شعراء نے نظم کا جامہ پہنایا ان میں سے چار کا ذکر ڈاکٹر یٰسین مظہر صدیقی نے "مصادرِ سیرت میں کیا ہے۔[3]

"السیرۃ النبویۃ"کے ایڈیشن اور تراجم:

سیرت ابن ہشام کو سب سے پہلے جرمن مستشرق وسٹین فیلڈ) نے 1860ء میں گوٹنگن سے اصل عربی میں شائع کیا۔ایک مدت کے بعد یہ کتاب مصر میں کئی مرتبہ طبع ہوئی۔

سیرت ابن ہشام کا متعدد زبانوں میں ترجمہ ہو چکا ہے۔پروفیسر وائل نے 1864ء میں اس کا جرمن ترجمہ شائع کیا تھا۔اس کے نوے سال بعد مشہور مستشرق اور لندن یونیورسٹی کے شعبہ عربی کے سابق پروفیسر الفریڈ گیوم (A.Guillaume) نے "The Life of Muhammad" کے نام سے اسے انگریزی کا جامہ پہنایا۔

سیرت ابن ہشام کے چند ایک اردو تراجم بھی پائے جاتے ہیں۔

السیرۃ النبویۃ کی خصوصیات و امتیازات:

السیرۃ النبویۃ اپنے دامن میں متعدد ایسی امتیازی خصوصیات سموئے ہوئے ہے جو دیگر کتبِ سیرت میں نظر نہیں آتیں۔ان امتیازی خصوصیات کی بناء پر یہ کتاب ایک ایسا مصدرِ علمی ہے جن نے امت مسلمہ کو حضور ﷺ کی سیرتِ مطہرہ کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ سے ہی متعلقہ تاریخی اور علمی طور پر وسیع دیگر معلومات فراہم کی ہیں۔ذیل میں السیرۃ النبویۃ کی امتیازی خصوصیات کو بیان کیا جاتا ہے:

1۔زیاد بکائی کی روایت پر دوسرے ذرائع سے قابل قدر اضافہ جات:

ابن ہشام نے ابن اسحٰق کی مرویات پر دوسرے شاگردانِ رشید کی روایات اور کتابوں سے یا دوسرے ذرائع سے قابل قدر اضافے کیے۔ مثلاً زیاد کے متن میں ابن اسحٰق نے غزوہ بدر کے قیدیوں میں ۴۳ اشخاص کا ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابن ہشام نے اس تعداد پر ۲۳ کا اضافہ کر کے چھیاسٹھ تک تعداد پہنچا دی اور ان کے ناموں کی مکمل فہرست دی ہے۔[(4)]

---

[1]) السیرۃ النبویۃ،ج2،ص213 (

[2] ۔محمد طفیل،مدیر، نقوش رسول نمبر، مدیر: محمد طفیل، دسمبر 1982،،ج1، شمارہ نمبر 130،ادارہ فروغِ اردو لاہور، ص487

(صدیقی،یسن مظہر،ڈاکٹر، مصادرِ سیرت نبوی،اردو بازار لاہور: دارالنوادر،2016،ج1،ص94

[3])

[(4)] السیرۃ النبویۃ،ج3، ص 7۔8

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

اسی طرح غزوہ احد میں مقتولین کی تعداد ابن اسحٰق نے 50 بیان کی ہے۔ابن ہشام نے کہا کہ مجھ سے ابوعبیدہ نے بیان کیا انہوں نے ابی عمرو سے روایت کیا ہے کہ بدر میں مشرکین کے ستر آدمی قتل ہوئے۔انہوں نے بیس ناموں کا اضافہ کیا ہے اور فرمایا کہ ستر کفار قتل ہوئے اور اتنے ہی قیدی بنے۔[1]

زیاد بکائی کے متن میں غالباً ازواجِ مطہرات کا ذکر خیر نہیں تھا،ابنِ ہشام نے اس پر بلا سند ان کا ذکر خیر بڑھایا۔ان کے علاوہ اہم اضافات ابنِ ہشام میں عمرو بن عامر کی یمن سے مہاجرت اور قصہ سد مآرب، قصہ شاہِ حمیر، اولاد عبد المطلب بن ہاشم، حربِ فجار، ابو طالب سے مقاطعہ کی دستاویز کے بارے میں نبوی پیشگوئی، اعشیٰ بنو قیس بن ثعلبہ، پہلی دیت نبوی، وفد ہمدان کی آمد، ابو سفیان اموی کے خلاف حضرت عمرو بن امیہ ضمری کی مہم/سریہ، سریہ زید بن حارثہ برائے مدین، وفات نبوی پر مرثیہ حسان بن ثابت شامل ہیں۔[2]

2۔اعلام وانساب کی تحقیق:

ابنِ اسحاقؒ نے عقبہ اخیرہ میں حاضر ہونے والے خوش نصیبوں کے اسماء کی جو فہرست دی ہے ان میں حضرت سعد بن خثیمہ بن حارث کا نسب بنو عمرو بن عوف بن مالک بن اوس بیان کیا ہے جبکہ ابنِ ہشام کے مطابق ان کا تعلق بنو غنم بن سلم سے تھا، وضاحت یوں کرتے ہیں "کیونکہ بعض اوقات کوئی شخص کسی قوم میں پرورش پاتا ہے پھر ان کی طرف منسوب ہونے لگتا ہے۔"[3]

ابنِ اسحاقؒ نے بنو مازن بن نجار میں سے حضرت عمرو بن غزیہ بن عمرو بن ثعلبہ بن خنساء کا بیعت کرنے والوں میں ذکر کیا ہے۔ جبکہ ابنِ ہشام کہتے ہیں: وہ غزیہ بن عطیہ بن خنساء ہے۔[4]

ابن ہشام نے سیرت ابن اسحٰق کی تہذیب کرنے کے بعد نہایت اہتمام اور تحقیق سے اس پر حواشی و تعلیقات لکھیں۔ان تعلیقات و حواشی میں ابنِ اسحٰق کی غلطیوں کی تصحیح بھی کی۔ مثلاً ہجرت مدینہ کے موقع پر سراقہ بن مالک مدلجی کے واقعہ کی سند ابن اسحٰق ذکر کرتے ہیں:

''قال ابن اسحٰق و حدثنی الزھری ان عبد الرحمٰن بن مالک بن جُعشم حدثہ عن ابیہ عن عمّہ سراقہ بن مالک بن جُعشم قال-------- الخ''۔[5]

ابن ہشام اس سند میں زھری کے استاد عبد الرحمٰن کی نسب کی تصویب کر کے لکھتے ہیں:

''قال ابن ہشام:عبد الرحمٰن بن الحارث بن مالک بن جعشم۔''[6]

ابنِ اسحاقؒ نے بیان کیا ہے کہ بیعت عقبہ ثانیہ میں رسول اللہ ﷺ نے اوس و خزرج میں سے جو بارہ نقیب بنائے تھے ان میں خزرج سے نو نقیب اور اوس سے تین نقیب تھے۔اوس کے تین نقیبوں میں سے ایک ابنِ اسحاقؒ نے رفاعہ بن عبد المنذر بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن الاوس کا ذکر کیا ہے جبکہ

ابنِ ہشام کے مطابق: بعض اہلِ علم کہتے ہیں۔ان نقباء میں حضرت ابو الہیثم بن التیہان بھی تھے وہ حضرت رفاعہؓ کو ان میں شمار نہیں کرتے۔ رضی اللہ عنہم[7]

اپنے قول کی دلیل میں ابنِ ہشام نے حضرت کعب کے بیعت عقبہ ثانی سے متعلق قصیدہ عینیہ کے چودہ اشعار نقل کئے ہیں جن میں انہوں نے ان نقیبوں کا ذکر کیا ہے۔ایک شعر میں ابو الہیثم بن التیھان کا ذکر بھی ہے، ملاحظہ ہو:

أبو هيثم أيضا وفي بمثلها — وفاءَ بما أعطى من العهد حانع[1]

---

[1] ایضاً، ص 372

[2] مصادرِ سیرت، ج1، ص90

[3] السیرۃ النبویۃ، ج2، ص99

[4] ایضاً، ص 101

[5] السیرۃ النبویۃ، ج2، ص 133

[6] ایضاً، ص 135

[7] ایضاً، ص 87

اسی طرح ابوہیثم بھی باوفا ہیں اور اپنے عہد کی پاسداری کرنے والے ہیں۔

(حضرت کعب نے بھی ابوالہیثم کا ذکر کیا ہے انہوں نے حضرت رفاعہ کا ذکر نہیں کیا۔)

3۔شعری مواد کی تحقیق وتنقید

ابن اسحاق خود ادیب یا شاعر نہیں تھے اس لئے ان کو یہ اندازہ نہیں ہوا کہ کون سے اشعار حقیقی ہیں اور کون سے منسوب یا الحاقی ہیں۔ بہت سے اشعار بعد میں بھی غلط طور پر مختلف شاعروں سے منسوب ہوگئے۔ بعض اوقات کسی قصیدہ میں بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے اشعار لگائے اور ہر ایک نے تک بندی کی۔ اصل شاعر نے شاید پانچ مصرعوں کی نظم کہی ہوگی۔ ہوتے ہوتے وہ بیس پچیس شعر ہوگئے۔ اب اساتذہ اور ماہرین فن کو اندازہ ہو جاتا ہے کہ کتنا حصہ اصلی اور کتنا الحاقی ہے۔ یہ اندازہ ابن اسحاق کو نہیں ہوا۔ انہوں نے جو سنا وہ اپنی کتاب میں لکھ دیا۔ ابنِ ہشام نے اشعار کے ضمن میں ابن اسحاق کی روایت پر مکمل بھروسہ نہیں کیا بلکہ معتبر ترین روایت کو جگہ دی۔ اس باب میں کبھی ترمیم کی، کبھی تعلیق کی، کبھی حذف و تلخیص سے کام لیا۔ ان کی علمی دیانتداری قابل تعریف ہے کہ وہ اپنی ہر قطع برید، ترمیم واضافہ اور تعلیق و حاشیہ کی صراحت ضرور کر دیتے ہیں تاکہ اصل مؤلف کی عبارت کو خبط ہونے سے بچایا جائے۔

4۔کلام کی وضاحت کے لئے اشعار عرب سے استشہاد

ابنِ اسحاقؒ نے بیعت عقبہ ثانی میں حضرت براء بن معرور کی مدینہ منورہ سے مکّہ مکرمہ کی طرف آتے ہوئے بیت المقدس کی بجائے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے کا واقعہ بیان کیا ہے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس بابت آپ ﷺ سے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم ایک قبلہ پر تھے تم اسی پر ہی صبر کر لیتے۔ یہ سن کر حضرت براء بھی حضور ﷺ کے قبلہ کی طرف لوٹ آئے۔ حضرت براء کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرنے والے اولین شخص تھے اس ضمن میں ابنِ ہشام نے عون بن ایوب انصاری کے اس شعر سے استشہاد کیا ہے:

ومنا المصلي أول الناس مقبلا   على كعبة الرحمن بين المشاعر

اللہ تعالیٰ نے مشاعر کے مابین کعبہ مقدسہ کی طرف منہ کرنے والا شخص ہم میں سے ہی تھا۔

ابنِ ہشام کے مطابق اس سے شاعر کی مراد حضرت براء بن معرور ہیں۔[2]

مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں ابنِ اسحاق نے بنو جحش کی ہجرت کا ذکر کیا۔ ان کا گھر ہجرت کی وجہ سے بن پڑا تھا۔ ان کے گھر کے پاس سے عتبہ بن ربیعہ، عباس بن عبدالمطلب اور ابو جہل کا گزر ہوا تو ابو جہل نے کہا: "وما تبلی علیہ من قُل بن قُل" (تو ایک کے بیٹے ایک پر روتا ہے۔ ابن ہشام نے لفظ قلّ "کی وضاحت کے لئے لبید بن ربیعہ کا شعر نقل کیا:

كل بني حرة مصيرهم   قل وإن أكثرت من العدد [3]

تمام بنو حرہ کا انجام واحد (ایک) ہے، اگرچہ وہ تعداد میں کثیر بھی ہوں۔

5۔اشعار کے بعض الفاظ کی وضاحت

ابنِ اسحاقؒ نے نجران میں عیسائیت کے آغاز کے بیان میں ذوجدن حمیری کے درجِ ذیل اشعار نقل کئے:

هونك ليس يرد الدمع ما فاتا   لا تهلكي أسفا في إثر من ماتا

---

(1) ایضاً، ج 1، ص 88

2. السیرۃ النبویۃ، ج 2، ص 83

3۔ ایضاً، ج 2، ص 115

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR

أبعد بينون لا عين ولا أثر   وبعد سلحين يبني الناس أبياتا

ابنِ ہشام نے تصریح کی ہے کہ "بینون، سلحین اور غُمدان یمن کے وہ قلعے تھے جنہیں اریاط نے منہدم کر دیا تھا۔ یہ قلعے مضبوطی اور شان و شوکت میں اپنی مثال آپ تھے۔[1]

اسی طرح ابنِ اسحاقؒ نے حبشہ سے واپس آنے والے مہاجرین میں حضرت ابو سلمہ کا حضرت ابو طالب کی پناہ میں آنے کا واقعہ نقل کیا ہے کہ ابو جہل کی مخالفت پر حضرت ابو طالب نے اس امید پر اشعار کہے کہ شاید ابو جہل بھی حضور ﷺ کی تائید و نصرت کے لئے کھڑا ہو جائے۔اس کا آخری شعر یہ ہے:

كذبتم وبيت الله نبزى محمدا ... ولما تروا يوما لدى الشعب قائما

تم نے جھوٹ بولا ہے کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کو ہم سے چھین لیا جائے گا۔حالانکہ ابھی تک تم نے وہ دن دیکھا ہی نہیں جس دن شعب کے پاس شمشیر زنی ہو گی۔

ابنِ ہشام کہتے ہیں کہ "نُبزیٰ" کا معنی "نسلب" ہے۔[2]

6۔شعراء کے نام ونسب کی صراحت:

ابنِ اسحاقؒ نے واقعہ فیل کے ضمن میں مختلف شعراء کے کلام نقل کئے ہیں جن میں سے ایک ابو قیس بن الاسلت الانصاری ہے۔ابنِ ہشام نے ابو قیس کا پورا نسب بیان کیا ہے۔وہ کہتے ہیں: ابو قیس: صیفی بن الاسلت بن جُشم بن وائل بن زید بن قیس ابنِ عامرہ ابن مرّہ بن مالک بن الاوس۔[3]

اسی طرح ابنِ اسحاقؒ نے ہجرتِ مدینہ کے واقعات میں ابو قیس بن ابی انس کے قبولِ اسلام کے متعلق اشعار نقل کئے ہیں۔ابنِ ہشام نے ابو قیس کا پورا تعارف یوں بیان کیا ہے۔ابو قیس: صِرمۃ بن ابی انس بن صرمۃ بن مالک ابن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار۔[4]

7۔حواشی وتعلیقات کا اضافہ:

ابنِ ہشام نے متعدد مقامات پر اپنے حواشی، تعلیقات اور تنقیدوں سے بھی کام لیا ہے اور سیرت کو خوب سے خوب تر بنانے کی کوشش کی ہے۔ یہ اضافہ جات صفحات کے آخر میں نہیں، متن کے اندر ہیں۔ لیکن قال ابن ہشام سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ ان کے اپنے نوٹس ہیں۔ جہاں کوئی مشکل لفظ ہے، اس کی وہیں تشریح کر دی ہے۔الفریڈ گیوم نے اپنی انگریزی ترجمے "The Life of Muhammad" میں دلچسپ اور اہم کام یہ کیا کہ ابنِ اسحاق کی تمام روایات کو یکجا کر کے سیرتِ ابنِ اسحاق کی بازیافت کی کوشش کی اور ابنِ ہشام کی تمام تعلیقات و حواشی اور اضافات کو سلسلہ وار آخر کتاب میں جمع کر دیا تاکہ مدیر و ملخص کے کام کی اصل نوعیت کی قدر و قیمت متعین کی جاسکے۔

8۔غلط منسوب اشعار کی تصریح:

کوئی شعر یا قصیدہ ہے تو اس کے بارے میں بتا دیا ہے کہ اس کا شعری مقام اور مرتبہ کیا ہے۔ کہیں کچھ اشعار غلط طور پر منسوب ہو گئے ہیں تو بتا دیا ہے کہ یہ اشعار فلاں کے نہیں بلکہ فلاں کے ہیں۔ کوئی بات عام طور پر مشہور ہے لیکن صحیح نہیں ہے تو ابن ہشام نے تصحیح کی ہے کہ صحیح بات اس طرح ہے۔

مثلاً سریہ عبیدہ بن الحارث کے واقعات میں ابن اسحٰق نے ابو بکر صدیقؓ کا قصیدہ ذکر کیا ہے۔اس کے بارے میں ابن ہشام لکھتے ہیں:

"و اکثر اھل العلم بالشعر ینکر ھذہ القصیدۃ لابی بکرؓ۔" (5)

---

[1]۔لسیرۃ النبویۃ،ج1،ص39

[2]۔ایضاً،ج2،ص11

[3]۔السیرۃ النبویۃ،ج1،ص60

[4]۔ایضاً،ج2،ص156

(5) ایضاً،ج 2،ص 242

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

9۔امام زہری کی روایات کا بیان:

محمد بن مسلم بن شہاب زہریؒ(م124ھ) عہد تابعین کے بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔آپ احادیث اور روایات اکھٹی کرنے کے لیے مدینہ منورہ میں ایک ایک انصاری کے گھر جاتے اور جوان یا بوڑھا مرد جو بھی مل جاتا یہاں تک کہ پردہ نشین عورتوں سے بھی جا کر نبی کریم ﷺ کے اقوال واحوال دریافت کرتے۔ بعض اہل علم کے نزدیک آپ کی کتاب المغازی اپنے فن کی اولین تصنیف ہے۔(1)

مگر افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ زہری کا یہ قیمتی سرمایہ ضائع ہو گیا۔اس کا تھوڑا سا حصہ ان کتابوں میں نقل ہو کر محفوظ رہ گیا جو ان کے شاگردوں نے تالیف کی تھیں۔

ابن ہشام نے ابن اسحٰق کے ذریعے زہری کی بہت سی روایات ہم تک پہنچادی ہیں۔مثال کے طور پر ابنِ اسحاقؒ نے حضور ﷺ کی مختلف قبائل کو دعوت دینے کے ضمن میں بنو کندہ کو دعوتِ اسلام میں امام ابنِ شہاب الزہری سے ایک روایت نقل کی ہے جسے ابنِ ہشام نے اپنی کتاب میں نقل کیا۔ابنِ شہاب الزہری نے بیان کیا ہے کہ حضور ﷺ بنو کندہ کی خیمہ گاہوں کی طرف تشریف لے گئے۔ان میں ان کا سردار بھی موجود تھا۔اس کا نام ملیح تھا۔آپ ﷺ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی اور اپنی ذات ان پر پیش کی لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔2

اس کے علاوہ مصریوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی نصیحت،(3)

بازان جو فارس کا آخری گورنر تھا اس کا قبول اسلام(4)

ابو سفیان اور ابو جہل کا چھپ کر قران سننا(5)

زہری کی سند سے نقل کیے گئے ہیں۔

10۔غرائب القرآن میں اشعار عرب سے استشہاد:

السیرۃ النبویۃ کا سب سے نمایاں اور امتیازی وصف یہ ہے کہ ابنِ ہشام نے اپنی کتاب میں واقعات کے بیان میں متعلقہ آیات کے غریب الفاظ کی وضاحت کے لئے اشعارِ عرب سے استشہاد کیا ہے۔

غرآئب قرآن سے قرآن کریم کے وہ الفاظ مراد ہیں جن کے معانی تک ذہن کی رسائی آسانی سے نہیں ہو پاتی ہے، کیونکہ ان کا استعمال کم ہوتا ہے۔(6)

غرائب القرآن کی وضاحت کے لئے اشعارِ عرب سے استشہاد کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ

حضرت ابنِ عباس نے فرمایا: جب تم مجھ سے غریب القرآن کے بارے میں سوال کرتے ہو تو اسے شاعری میں تلاش کرو کیونکہ "الشعر دیوان العَرب" (اشعار اہل عرب کے علوم وزبان کا مجموعہ ہیں۔)(7)

ابنِ ہشام نے "السیرۃ النبویۃ" میں نہ صرف حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کو بیان کرنے میں عربی شاعری سے استشہاد کیا ہے بلکہ انہوں نے سیرت کے مختلف موضوعات کے ضمن میں بیان ہونے والی سورتوں کے مفردات کی وضاحت کے لیے بھی عربی شعراء کے کلام کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔

ذیل میں صرف ایک سورۃ کی آیاتِ بیّنات میں اشعار عرب سے استشہاد پر اکتفاء کیا جاتا ہے:

---

(1) کتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفہ البیان مشہور کتب السنۃ المشرفۃ، کراچی: نور محمد اصح المطابع، 1960، ص 89)

(2) السیرۃ النبویۃ، ج2، ص65

(3) ایضاً، ج1، ص7

(4) ایضاً، ص 72

(5) ایضاً، ص 337

(6) فیض آبادی، خورشید انور قاسمی، مولانا، الفوز العظیم اردو شرح الفوز الکبیر، کراچی: قدیمی کتب خانہ، 2017، ص 241

(7) القرطبی، ابو عبداللہ محمد بن احمد، الجامع لاحکام القرآن، القاہرہ: دار الشعب، ج1، ص 24

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

سورۃ برات:

"ولیجۃ" بمعنی "دخیل"

﴿أَمْ حَسِبْتُمْ أَن تُتْرَكُواْ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّهُ الَّذِينَ جَاهَدُواْ مِنكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُواْ مِن دُونِ اللّهِ وَلاَ رَسُولِهِ وَلاَ الْمُؤْمِنِينَ وَلِيجَةً وَاللّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَعْمَلُونَ ﴾(1)

ابن ہشام نے کہا ولیجہ کا معنی بھیدی ہے، اس کی جمع ولائج آتی ہے، یہ ولج یلج سے مشتق ہے جس کا معنی دخل یدخل ہے۔ شاعر نے کہا:

واعلم بأنك قد جعلت وليجة　　　ساقوا إليك الحتف غير مشوب [2]

جان لے تجھے رازداں بنایا گیا ہے وہ تیری موت کو لے کر آئے ہیں جس میں کسی چیز کی آمیزش نہیں۔

"اللواذ" بمعنی "الاستتار بالشيء عند الهرب

﴿لَا تَجْعَلُوا دُعَاءَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُم بَعْضًا قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِينَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذًا ﴾(3)

ابنِ ہشام نے کہا: "اللواذ کا معنی ہے بھاگتے وقت کسی چیز کی آڑ لینا۔ حضرت حسان نے فرمایا:

وقريش تفر منا لواذا　　　أن يقيموا وخف منها الحلوم [4]

اور قریش کھڑا ہونے کی بجائے ایک دوسرے کی آڑ لیتے ہوئے ہم سے بھاگ رہے ہیں اور ان کی عقلیں کم ہو گئیں ہیں۔

11۔اہم مآخذ سے استفادہ:

ابنِ ہشام نے اپنی تعلیقات میں جن مآخذ سے استفادہ کیا ہے ان سب کی تعداد معلوم کرنا ممکن نہین ہے۔ البتہ ان کے حوالوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس دور میں مغازی اور روایت شعر کے جو اساطین موجود تھے ان سب سے رجوع کرنے کی انہوں نے کوشش کی تھی۔ اسی طرح جتنے مآخذ کا حوالہ دیا ہے ان سب کا تعین بھی دشوار ہے اس لئے کہ بہت سی سندوں میں انہوں نے اپنے قریبی راوی کا حوالہ دینے کے بجائے ابتدائی مآخذ کا حوالہ دیا ہے اور بہت سے مقامات پر اپنے راوی کی صراحت نہیں کی بلکہ اشاروں اور کنایوں کی زبان استعمال کی ہے۔ بہر حال ابنِ ہشام کے مآخذ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے:

1۔ معروف مآخذ:

ابنِ ہشام کے متعین مآخذ جن کا ذکر انہوں نے صریح الفاظ میں کیا ہے اور ان سے براہِ راست استفادہ کیا ہے، محمد اجمل اصلاحی نے نقوش رسول نمبر میں اپنے مقالہ میں ان کے نام کے سامنے منقول روایات کی کی تعداد درج کی ہے۔ اس کے مطابق ابنِ ہشام نے ابو عبیدہ معمر بن مثنی سے سب سے زیادہ 45 روایات اور ابو زید انصاری سے 31 روایات نقل کی ہیں۔ محمد اجمل اصلاحی کی تحقیق کے مطابق ان روایات کی کل تعداد 102 بنتی ہے جبکہ ابنِ ہشام نے سیرت کے تاریخی یا شعری یا لغوی مواد کی تحقیق میں جن کو زیادہ ترجیح دی ہے ان میں ابو عبیدہ معمر بن مثنیٰ سے سیرت و تاریخ میں 20 روایات اور شاعری میں ابو زید انصاری سے 29 روایات لی ہیں۔ [5]

مذکورہ بالا مآخذ سے ابنِ ہشام نے براہ راست استفادہ کی تصریح کی ہے۔ ان کے علاوہ کچھ مآخذ کا حوالہ قال اور ذکر جیسے الفاظ سے دیا ہے۔ جن میں ابنِ شہاب زھری، مالک بن انس، زید بن اسلم، ابو عمرو مدنی، عمر مولی عفرۃ، ربیع بن عبد الرحمان، سفیان بن عینیہ، عبد العزیز دراوردی، عبد اللہ بن جعفر بن المسور بن المخرمۃ، وکیع، سعید بن ابی زید انصاری، حسن بصری، خلیل، عبد اللہ بن حسن بن حسن اور ابو عمرو بن العلاء شامل ہیں۔

مجہول مآخذ:

---

(1)- التوبۃ 9: 16

(2)- السیرۃ النبویۃ، ج4، ص 191-192

(3)- النور 24: 63

(4) السیرۃ النبویۃ، ج3، ص 227

(5) نقوش رسول نمبر، ج1، ص 481

ابنِ ہشام کے مجہول مآخذ کی دو قسمیں ہیں:

(الف): وہ مآخذ جن کا تعارف کسی حوالہ سے کرایا گیا ہے اور کسی نہ کسی درجہ کا تعین ہو جاتا ہے۔ یہ حوالے کئی طرح کے ہیں: جیسے وطن کا حوالہ مثلاً بعض اہل الیمن وغیرہ۔

(ب) مجہول مآخذ کی دوسری قسم وہ ہے جن کا کسی طرح کا تعارف نہیں ملتا اور انہیں حذف کر کے صرف ابتدائی راوی کا ذکر کیا گیا ہے۔ بلاغات، صیغہ مجہوم "ذُکرلی" اور "قال" و "ذکر" والی روایتیں اسی قسم میں داخل ہیں۔

ابنِ ہشام کے مآخذ خواہ معروف ہوں یا مجہول، بہر حال وہ سب بقول ابنِ ہشام ثقہ اور قابلِ اعتماد تھے۔

الغرض ابن اسحاق کے بعد **ابن ہشام** نے ان کی سیرت نبویہ کو مزید مرتب کیا **"سیرتِ ابنِ ہشام"** نبی اکرم ﷺ کی مکمل زندگی کا ایک مستند ریکارڈ ہے، جس میں آپ کی پیدائش، بچپن، لڑکپن، جوانی، شادی، نبوت، جدوجہد، مشکلات اور آپ کے وصال تک کے تمام اہم مراحل شامل ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ مبارکہ سے متعلق تاریخی تفصیلات کو سب سے بہتر انداز میں **ابن اسحاق** اور **ابن ہشام** کی سیرت میں محفوظ کیا گیا، جو بعد میں سیرت نبویہ کی سب سے مستند اور مکمل کتاب قرار پائی۔ یہ تصنیف نبی اکرم ﷺ کی حیاتِ طیبہ پر لکھی جانے والی بعد کی تمام سیرت کی کتب کا بنیادی ماخذ بنی۔

ابنِ ہشام نے ابنِ اسحاقؒ کی کتاب المغازی سے بعض ضعیف روایات کو حذف کیا، بنی اسرائیل کی حکایات اور غیر مستند اشعار کو نکالا اور نسب اور لغوی اصلاحات کا اضافہ کیا

بعد میں لکھی جانے والی کوئی بھی سیرت کی کتاب ایسی نہیں ہے جس میں **سیرت ابن اسحاق** اور **سیرت ابن ہشام** سے استفادہ نہ کیا گیا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ تمام اسلامی مؤرخین علمی لحاظ سے ابن اسحاق اور ابن ہشام کے احسان مند ہیں، کیونکہ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کی زندگی کے مستند اور مستحکم تاریخی بیانات کو مدون کیا۔